ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج وومن یونی ورسٹی، سیال کوٹ

اقبال کے تعلیمی نظریات اور نسلِ نو

Dr. Sabina Awais

Assistant Professor, Govt. College Women University Sialkot.

Iqbal’s Educational Views and New Generation

Iqbal was a philosophical poet, writer, researcher and educationist. He occupies the position of a bright guiding star, a sparking light house and a monument in our literary history. Iqbal’s thoughts have left a deep impression on the recent national history. He was also the economist and educationist. He wanted to introduce a separate and an Islamic educational system. The concept of ontology, epistemology, axiology, ego, women education, teaching methodology, curriculum, and character of teacher and development of young Muslims have been taken covered by Iqbal’s thoughts. The effects of these concepts are also prominent in his poetry. The Present day, particularly the Muslims will again have to embrace the responsibility of moral and ethical training through which our aspirations will determine our directions. This article is an effort to study these concepts as well as to evaluate the educational scenarios of Iqbal’s era.

Key Words: *Philosophical Poet, Islamic Educational System, Women Education, Modern and Ethical Training.*

تعلیم کا بنیادی مقصد انسان، خالق اور کائنات کے مابین ربط پیدا کرنا اور اس تعلق کو اُستوار رکھنا ہے۔

تعلیم بنی نوعِ انسان کو شعور عطا کرتی ہے، اُسے وجدان و کیف کی منزلوں سے روشناس کرتی۔ انسان کو عرفانِ ذات عطا کر کے اس کی خودی کو بیدار کرنا مقصود ہے تا کہ انسان کو خدا کا عرفان حاصل ہو۔ اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کو جو ذمہ داریاں سونپی ہیں ان سے انسان کو آگاہی عطا کرتا ہے تا کہ وہ اپنی زندگی حکمِ الٰہی کے تابع کرے۔ اقبال کے تعلیمی نظریات میں بھی اسلامی عقائد اور اطوار کا جذبہ دِکھائی دیتا ہے۔ اقبال ایسی تعلیم کے خواہاں ہیں جو انسانی زندگی میں نظم و ضبط اور توازن لے کر آئے۔ انسان کی ذِہنی، جسمانی اور روحانی صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور اخلاقی قدروں کو ایسی جِلا بخشے کہ معاشرے میں فرد و آدمیت کے احترام میں اضافہ ہو۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے بڑی تفصیل کے ساتھ عظمتِ انسانی کا نعرہ بلند کیا۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اشارے موجود ہیں۔ انسان اس کائنات کی مخلوق ہے اسے احسن التقویم کے لقب سے نوازا گیا ہے اور اسے مسجودِ ملائک قرار دے کر اس امر کی تصدیق کی گئی ہے کہ انسان میں تمام صفاتِ الٰہیہ جبلی طور پر موجود ہیں، انسان کی زندگی کا مقصد ان اوصاف کو نکھارنا ہے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نظروں کے سامنے بلند سے بلند نصب العین ہو۔ اس کی زندگی اخلاقی اور روحانی اقدار کی حامل ہو اور اس بلند نصب العین تک پہنچنے کے لیے اس کے دل میں تلاش اور جستجو کا جذبہ موجود ہونا چاہیے۔ ایسی تڑپ اور سوز ہو جو اسے بے قرار رکھے اسی سوز کو اقبال عشق کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ خودی کی پرورش میں تعلیم و تربیت کے لیے آزاد، ہموار اور خوش گوار فضا درکار ہوتی ہے جو اقبال کے نزدیک ایک آزاد مملکت میں میسر ہے۔

اردو میں تعلیم کا لفظ دو خاص معنوں میں مستعمل ہے ایک اصطلاحی اور دوسرے غیر اصطلاحی۔ غیر اصطلاحی معنوں میں تعلیم کا لفظ واحد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ آدرش، پیغام، درس، ارشادات، ہدایات، نصیحت کے معنی میں مستعمل ہے جیسے آنحضرت ﷺ کی تعلیم یا تعلیمات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات وغیرہ وغیرہ کے فقروں میں، لیکن اصطلاحی معنوں میں تعلیم سے وہ شعبہ مراد لیا جاتا ہے جس میں خاص عمر کے بچوں ور نوجوانوں کی ذہنی اور جسمانی نشوونما تخیلی اور تخلیقی قوتوں کی تربیت و تہذیب، معاشرتی عوامل و محرکات، اساتذہ، طریقۂ تدریس، نصاب، معیارِ تعلیم، تاریخِ تعلیم، اساتذہ کی تربیت اور اس نوع کے دیگر موضوعات آتے ہیں۔ علامہ اقبال کے تعلیمی تصورات یا فلسفۂ تعلیم سے متعلق جو خیالات منظرِ عام پر آتے ہیں اس میں تعلیم کے اصطلاحی معنوں سے کہیں زیادہ تعلیم کے عام مفہوم سے مراد لی جاتی ہے۔ اگرچہ اقبال ماہرِ تعلیم نہیں تھے نہ انھوں نے فنِ تعلیم پر کوئی باقاعدہ کتاب لکھی اگرچہ کچھ مدت تک بحیثیت پروفیسر کالج میں درس دیتے رہے کوئی مستقل تعلیمی فلسفہ انھوں نے پیش کیا۔ اقبال کے تعلیمی تصورات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اقبال نے تعلیم کی فنی اور عملی صورتوں پر غور کیا۔ تعلیم کے مسائل کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ تعلیم کے ڈھانچے، تعلیم کے اغراض و مقاصد اور معیار پر اظہارِ خیال کیا۔ علاوہ ازیں اپنے عہد کے نظامِ تعلیم پر تنقیدی نگاہ ڈالی۔ مدرسہ، طلبہ، اساتذہ، نصاب پر اظہارِ خیال کیا۔ بنابریں ہمہ مشرق و مغرب کے فلسفۂ تعلیم اور نظامِ تعلیم کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا کہ زندگی میں کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کے لیے کس قسم کی تعلیم اور نظامِ تعلیم کی ضرورت ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اقبال کے افکار و نظریات کے اثرات نہ صرف ان کے عہد کے علمی، ادبی اور معاشرتی رویوں پر مرتب ہوئے بلکہ بعد میں آنے والی نسلیں بھی ان کی فکر سے متاثر ہوئیں۔ انھوں نے زندگی کے مقصد اور حقیقت کا مطالعہ کیا اور عقلی دلائل کے ساتھ اپنے نتائج پیش کیے۔ اقبال فریب خوردہ زندگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کے قلب کو اگر کوئی چیز سکون عطا کرتی تو وہ آبا و اجداد کی پاکیزہ زندگی تھی جس میں اللہ پاک اور رسول ﷺ کی مکمل اطاعت و فرماں برداری کا درس ملتا ہے۔

عاشق حسین ڈوگر اقبال کے اس تصور کو اس طرح پیش کرتے ہیں:

> موجودہ زمانے کی تعلیم نے ہمیں بے حس اور ناکارہ بنا دیا ہے۔ اس نے ہمیں شاہین کی خصوصیات سے محروم کر کے ذلت اور محتاجی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ موجودہ نظامِ تعلیم سراسر غیر اسلامی ہے اور اس سے بے یقینی کی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ [۱]

موجودہ تعلیمی نظام نے روحانیت کی جگہ مادہ پرستی نے لے لی ہے۔ مسلمانوں کو جذبۂ خودی سے محروم کر کے ذہنی انتشار میں مبتلا کر دیا ہے۔ مذہبی قدروں سے دُور کر دیا ہے مذہبی اقدار پر زندگی کی مادّی ضروریات حاوی ہو چکی ہیں۔ در حقیقت علم شعور ہی کے منظم بیان کا دوسرا نام ہے علم اہلِ دانش کو اہلِ نظر بناتا ہے۔ اقبال کے نزدیک حقیقی علم وہ ہے جو حواس کے ذریعے حاصل ہو لیکن اس علم کو وحی کے تابع رہنا چاہیے۔ حقیقی علم کی ابتدا حسّی علم ہے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حسّی علم حاصل کریں کیونکہ اس سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اگر یہ قوت دین کے تابع ہو تو بنی نوعِ انسان کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ ایسا علم بہتر ہے جو فرد اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات سے حاصل کرے اور زندگی کے حقیقی مسائل اور ماحول کے تقاضوں کو حل کرنے میں معاون ثابت ہو۔ اقبال بامقصد فعالیت اور سرگرمی کے قائل ہیں اور عقل و ذہن کو اس کے مقصد کے حصول میں سرگرمِ عمل دیکھنے کے تمنائی ہیں وہ اس علم کو فائدہ مند سمجھتے ہیں جو فرد کو اپنے ماحول کو بدلنے اور سمجھنے میں مددگار ثابت ہو۔

اقبال کے افکار فلسفۂ خودی کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اقبال خودی کو ایسی پُراسرار چیز خیال کرتے ہیں جو فطرتِ انسانی کی غیر محدود کیفیتوں کو ترتیب دیتی ہے۔ اقبال کے نزدیک خودی کا تعلق انسان کی روح سے ہے۔ روح کی نمو ہی سے انسان میں اچھی صفات پیدا ہوتی ہیں اور وہ اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور وہ قربِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ اقبال تصورِ خودی کے متعلق فرماتے ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم کو جدھر چاہے اسے پھیر (۲)

اقبال ایسے نظامِ تعلیم کے خواہش مند ہیں جو انسان کو خودی کی دولت سے فیض یاب کرے۔

اقبال کے فلسفۂ تعلیم کا مقصد اسلامی ثقافت کی اشاعت، مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی ضروریات کی تکمیل اور فرد میں تخلیقی صلاحیتیں پیدا کر کے انھیں انقلاب کے لیے تیار کرے۔ علاوہ ازیں اسلامی اصولوں کی روشنی میں مسلمان اپنا نصب العین تلاش کرے۔ اقبال کے نزدیک تعلیمی اداروں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ فرد کو اس کی لامحدود صلاحیتوں کا احساس بھی دلائیں بنابریں ہمہ فرد کی روحانی اور ثقافتی پہلوؤں کی نشوونما کریں۔ اقبال مغرب کے نظامِ تعلیم کو بے روح قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس فرنگی نظامِ تعلیم کا مقصد حقیقی دروں کا شعور نہیں بلکہ چند روپے کمانے کا فن سکھاتا ہے۔ اس لیے اقبال نے اسے بے مقصد قرار دیا ہے کیونکہ اقبال کے نزدیک فکرِ معاش انسان سے انسانیت کی اعلیٰ قدریں بھی چھین لیتا ہے۔ بقول اقبال:

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کر تجھے فکرِ معاش (۳)

اقبال ہر دور کے بدلتے تقاضوں کے مطابق علوم میں وسعت پیدا کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اقبال ادب، سائنس، فلسفہ، ادبی و ثقافتی اور روحانی قدروں کے لیے اس مادّی دنیا کو بطور خام مال استعمال کرتے ہیں۔ اقبال افراد کو ایسا نصاب متعارف کروانا چاہتے تھے جو فرد کو معاشرے سے ہم آہنگ کرے۔ اقبال ہر قوم کے لیے تاریخ کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اقبال نصاب میں قرآن، ادب اور تاریخ کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اقبال طالب علموں کو ایسا نصاب متعارف کروانا چاہتے ہیں جو قدیم وجدید کی آمیزش سے تیار ہو۔

اقبال ایسے نصاب کے ذریعے افرادِ ملت میں خوداعتمادی، جرأت مندی، خودی، عشق، شجاعت، صداقت کا ملکہ پیدا کرنے کے تمنائی ہیں ایسا نصابِ تعلیم ہو جو نوجوانوں کو اسلامی تمدن اپنانے کی ترغیب دے اور فرنگی تہذیب سے چھٹکارا دلائے۔

اقبال کے تعلیم نسواں کے متعلق انھیں نظریات کے حامی ہیں جو اسلام نے پیش کیے۔ اقبال عورتوں کو مذہبی تعلیم، سیرت و تاریخ، اُمورِ خانہ داری، حفظانِ صحت اور تربیتِ اطفال کی تعلیم دینے کے خواہش مند ہیں تاکہ گھریلو اُمور کو احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ وہ خواتین کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی تمنا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کرتے ہیں۔ جو تعلیم عورت کو بے لگام آزادی کی جانب مائل کرے اس کا نتیجہ بھیانک ہے۔ عورت کا بڑا اعزاز ہے کہ اُس کے قدموں تلے جنّت ہے اور عظیم افراد ان کی گود میں پرورش پا رہے ہیں۔ اقبال عورت کے لیے وہی طرزِ زندگی پسند کرتے ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں رائج تھا۔ اقبال ضربِ کلیم میں عورت اور تعلیم کے موضوع پر لکھتے ہیں۔

معلم کو بچے کا روحانی باپ کا درجہ دیا گیا ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کے کردار کی تعمیر کرے۔ خودی کی تکمیل میں ان کی مدد کرے۔ معلم قوم کا محافظ ہے نظامِ تعلیم کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار اساتذہ کی علمیت اور کردار و افکار پر ہے۔ اقبال عصرِ حاضر کی تعلیم سے دل برداشتہ ہیں کیونکہ یہ تعلیم طالب علموں میں بے راہ روی پیدا کر رہی ہے۔ در حقیقت مسلمانوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ عمدہ تربیت کی بھی ضرورت ہے۔ اقبال کی خواہش ہے کہ ایسی تعلیم ہو جو افراد کی سیرت کی تعمیر کرے، کردار سازی کا فریضہ سرانجام دے، ان کا علم خودی بیدا کرے۔ ان کے اندر حکیمانہ اندازِ فکر پیدا کر کے ان کی ہمہ گیر نشوونما کرے۔

اقبال کے دور میں دو نظامِ تعلیم رائج تھے ایک تو قدیم دینی نظامِ تعلیم تھا جو مذہبی مدارس میں رائج تھا۔ یہ صدیوں سے ایک ہی ڈگر پر چلا آ رہا تھا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضوں میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا۔ دوسرا نظام حکمران فرنگی قوم کا رائج کردہ تھا جو لارڈ میکالے کی فکر کی پیداوار تھا۔ اس تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا تھا جو ذہنی طور پر غلام ہوں ان دونوں نظاموں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ملک اور قوم کی امنگوں اور مقاصد کی ترجمانی کرنے کی اہمیت رکھتا ہو۔ چنانچہ اقبال نے ان دونوں نظاموں پر بھرپور تنقید کی۔

قدیم دینی مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم جس طریقہ سے دی جاتی ہے وہ طلبہ کو ارکانِ اسلام اور فہقی مسائل سے تو آگاہ کر دیتی ہے لیکن وہ دین کی روح سے نا آشنا رہتے ہیں۔ ان مدارس کے فارغ التحصیل طالب علم زندگی کے مسائل کو سمجھنے اور انھیں حل کرنے کی صلاحیت سے عاری رہتے ہیں اور بدلتے ہوئے زمانے کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اگرچہ اس نظامِ تعلیم نے کئی بڑے علما پیدا کیے جنھوں نے دینِ حق کو زندہ رکھنے کی خدمت انجام دی لیکن ان مدرسوں کے تربیت یافتہ لوگ ''مُلّا'' کہلاتے ہیں جن میں تنگ نظری، تعصب، جہالت اور رجعت پسندی نمایاں تھی۔ اقبال کے نزدیک ان کے پاس دین ہے دین کی حرارت نہیں۔ وہ دین کی روح سے بے گانہ ہیں ان کی نماز روز زکوٰۃ سب رسمی ہیں۔

قدیم دینی مدارس کی جامد، بے روح اور زمانہ کے تقاضوں سے نا آشنا تعلیم کے ساتھ اقبال جدید انگریزی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تعلیم سے بھی نالاں تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تعلیم دین و مذہب سے بے زاری، مادیت پرستی پر مبنی تھی یہ تعلیم نسلِ نو کو اعلیٰ اسلامی اقدار سے محروم کر رہی تھی اس نے الحاد اور بے دینی پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا اس لیے اقبال کو یہ نظامِ تعلیم پسند نہیں۔

تعلیم جدید اقبال کے نزدیک زندگی کو بحرِ منجمد بنا دیتی ہے۔ اس طرح یہ تعلیم مغربی استعمار کا ہتھکنڈا بن کر مشرق میں اس کی تہذیب، اس کے افکار اور اس کے مستقبل کے لیے نو آبادیات کی زمین ہموار کرتی ہے اور نوجوانوں کو افرنگ زدہ بناتی ہے اور بلند معیارِ زندگی کی ہوس پیدا کر کے نت نئے مسائل مشکلات میں مبتلا کرتی ہے۔ مشرق کی روایات و خصوصیات کو ختم کر کے وہاں وہ مغربی معاشرہ برپا کر دینا چاہتے ہیں۔ اس تعلیم کی بنیاد کفر و الحاد، ذہنی انتشار اور دیگر ذہنی و روحانی بیماریوں پر ہے۔ اقبال کے نزدیک نئی نسل کا وجود اس کا ذاتی وجود نہیں بلکہ وہ یورپ کی پرچھائیاں ہیں اور اس کی مصنوعی زندگی بھی مستعار ہے۔ نئی نسل جسم و مادہ کا وہ ڈھانچہ ہے جسے مغربی معماروں نے تعمیر کیا ہے لیکن اس میں روح نہیں پھونکی۔

نقوشِ اقبال میں مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں:

> "اقبال کی رائے ہے کہ مغربی تعلیم نے مسلم نوجوانوں کی معنوی روح کو کچلنے کی پوری کوشش کی ہے اور انھیں مردانِ کار کے بجائے مردِ بیمار بنا دیا اور بانکا، سجیلا، صباحت پسند بن کر رہنا سکھا دیا ہے۔ ان میں نزاکت و ملاحت، نرمی اور تخنث اور نسائیت پیدا کر کے جہد و جہاد کی سرگرمیوں سے بہت دُور کر دیا ہے"۔ (۴)

اقبال نسلِ نو کی بے ہمتی اور اخلاقی پستی کا ذمہ دار موجودہ نظامِ تعلیم کو قرار دیتے ہیں ان کے ہاں نہ اخلاق کی درستی کا خیال ہے نہ تربیت کا کچھ خیال ہے وہ ان تمام اُمور کے لیے سکولوں، کالجوں، یونی ورسٹیوں کو موردِ الزام قرار دیتے ہیں جنھوں نے نوجوانوں کو اپنے جال میں جکڑ رکھا ہے ان کی فطرت مسخ کر کے رکھ دی ہے۔ اقبال کے نزدیک اس ذہنی انحطاط کی ایک وجہ حد سے بڑی ہوئی مادّہ پرستی اور اسباب طلبی اور عہدوں، ملازمتوں کو تعلیم کا مقصد سمجھنا ہے۔ ایسا بے مقصد علم علمِ نافع نہیں بلکہ سمِ قاتل ہے۔

اقبال نے فرنگی تعلیم، جدید تعلیم کا بے باکی سے پردہ چاک کیا اور افراد کی توجہ اس کے نقائص / خامیوں کی جانب مبذول کی کہ حد سے بڑھی ہوئی فکرِ معاش، عافیت گزینی، مصنوعی تہذیب، مصنوعی زندگی مغربی تعلیم کی نمایاں پیداوار ہیں لہٰذا نوجوانوں کو اس کی حقیقت سے آشنا کروایا۔ دورِ حاضر میں مغرب نے ترقی کی بہت سی منازل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

طے کیں۔ اس ترقی کی ظاہری چمک دمک سے نوجوان بھی متاثر ہوئے۔ انھوں نے جگمگاہٹ کو یورپ کی ترقی سمجھ لیا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اقبال نے نہایت ہنر مندی سے اپنے کلام اور خطبات کے ذریعے سے مغربی ممالک کی ترقی کے راز سے پردہ اُٹھایا۔

محمد احمد خان "اقبال اور مسئلۂ تعلیم" میں لکھتے ہیں:

"گویا جدید تعلیم" اپنے اثرات کے لحاظ سے مسلمان کی کُندن جیسی خودی کے لیے ایک خطرناک تیزاب کا درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کے نقطۂ نظر سے جدید تعلیم یافتہ مسلمان اپنی خودی سے انکاری اور اپنے آقاؤں کی خودی کا اقراری بن گیا ہے۔ وہ اپنے آپ سے "منکر" اور مغربی آقاؤں کا "مومن" ہے اور اس انکار و اقرار کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مٹی میں ملا رہا ہے تاکہ اس اینٹ اور گارے سے اس کے آقاؤں کے فلک بوس ایوان و قصور تعمیر ہوں۔ (۵)

اقبال کے نزدیک

فرنگی آقاؤں نے مسلمان کی خودی کو نہ صرف پگھلا کر موم بنا دیا، بلکہ تعلیم کے تیزاب میں اس کو اتنے شدید غوطے دیے ہیں کہ یہ گل کر نیست و نابود ہو گئی ہے اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان ظاہری طور پر ایک ایسا خوبصورت پیکرِ خاکی بن کر رہ گیا جو روحِ خودی سے خالی ہے .....وہ ایک حسین اور مرصّع نیام ضرور ہے۔ مگر بے شمشیر! (۶)

ہمارا نظامِ تعلیم مغرب زدہ ہے جسے حاکموں نے اپنے مقاصد کے لیے برِّصغیر میں رائج کیا۔ اس نظامِ تعلیم نے نوجوانوں کے خیالات میں نظم و ضبط پیدا کرنے کے بجائے انتشار پیدا کیا۔ وہ روشنی کے بجائے تاریکیوں میں بھٹکنے لگے۔ غلام مصطفیٰ تبسم اپنے مضمون "اقبال اور تعلیم و تربیت" میں لکھتے ہیں:

طلبہ غلط تعلیم کے طفیل نہ صرف سکونِ قلب کھو بیٹھے ہیں بلکہ ان کی عقل و فکر مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ اقبال کے نزدیک صحیح علم وہ ہے جو کہ ایک طالب علم میں بصارت نہیں بصیرت بھی پیدا کرے۔ اور اس کا اُفقِ نظر وسیع ہو اس کا علم اس کے دل کی گہرائیوں میں اُتر کر اس کے کردار کا جزو بن جائے۔ (۷)

اقبال نے جب اپنی بصیرت سے جدید نظام کا جائزہ لیا تو انھیں چند کمزوریاں خامیاں نظر آئیں جنھیں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

انھوں نے اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور ماہرینِ تعلیم کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔ اقبال کے نزدیک مغربی نظامِ تعلیم کے حصول کے بعد طالب علم مدرسہ و خانقاہ دونوں سے بے زار دکھائی دیتے ہیں جہاں نہ زندگی کی چہل پہل ہے نہ محبت کا جوش و خروش، نہ حکمت و بصیرت ہے نہ فکر و نظر۔ یہ تعلیم نوجوانوں کو پیٹ کا غلام بنا کر اسے دنیاوی لذتوں میں اُٹھا دیتی ہے اس طرح نوجوان بلند مقاصد سے عاری ہو جاتے ہیں۔ مغربی تعلیم نوجوانوں کو اپنی قومی تاریخ و روایات سے بیگانہ کر کے مغربی طرزِ معاشرت کا دلدادہ بنا دیتی ہے مغرب کی چمک دمک ان کی نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے اس طرح وہ اپنی فطری حریت، دلیری، شجاعت اور بلند پروازی کو چھوڑ کر احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی جھوٹی تقلید میں وہ اس کی خامیوں کو اپنا لیتے ہیں اور خوبیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مغربی تعلیم نے عورت کو جذبہ امومیت سے بیگانہ کر دیا ہے۔ عورت اس فرض سے جان چرانے لگی ہے جو قدرت نے نسلِ نو کی تخلیق اور تعلیم و تربیت کی صورت میں اس کے سپرد کی ہے۔

اقبال علومِ جدیدہ کے مداح ہیں۔ وہ ان کی عظمت و فضیلت کے گن گاتے ہوئے انھیں "خیر کثیر" بتاتے اور قرونِ سابقہ کے مسلمانوں کو اس کا اوّلین بانی ثابت کرتے ہیں اور اسی لحاظ سے ان علوم کو موجودہ مسلمانوں کی گم شدہ متاع قرار دیتے ہیں۔ مغربی ممالک کے متعلق ان کا خیال یہ ہے کہ ان کی موجودہ ترقی ان ہی علوم و فنونِ جدیدہ کی رہینِ منّت ہے اور یہ بھی کہ یہ علوم و فنون بھی انھوں نے مسلمانوں سے ہی سیکھے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو یہ ترغیب دیتے ہیں کہ ان علوم کو سیکھیں کیونکہ یہ ان کے اسلاف کا ورثہ ہے اور ان ہی کی بدولت وہ مغربی قوموں کے شانہ بشانہ ترقی کی دوڑ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ محولہ بالا افکار کا اظہار کرنے کے باوجود اقبال نے تعلیمِ جدید پر کڑی تنقید بھی کی ہے۔

اقبال کو نئی نسل کے نوجوانوں سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں اس کا اندازہ درج ذیل اشعار سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند (۸)

اقبال نوجوانوں کے متعلق کیسے خیالات رکھتے ہیں اس کا اندازہ "خطاب بہ جوانانِ اسلام" اور دیگر نظموں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

اقبال کو اپنے نوجوانوں سے بہت محبت تھی انھوں نے جاوید اقبال اپنے بیٹے کے نام جو نظمیں لکھیں وہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

صرف جاوید کے نام نہیں بلکہ ہر نوجوان کے نام ہیں۔ اقبال اس نوجوان طبقے کے متعلق بہت فکر مند رہتے تھے۔ ہماری نوجوان نسل پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اقبال کی محبت اور شفقت کا صلہ اس صورت میں دیں کہ ان کے کلام کو بغور پڑھیں، بالخصوص وہ نظمیں جو انھوں نے جاوید کے نام لکھیں۔ نسلِ نو کے لیے لازم ہے کہ عصری مسائل اور تقاضوں کے پیشِ نظر اقبال کے افکار کا جائزہ لیں اور ان افکار کی روشنی میں اپنے لیے نئی راہیں تلاش کریں۔

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد نظامِ تعلیم کو بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ عصرِ حاضر میں بعض عصری تقاضوں کے تحت کچھ تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ لیکن افسوس ناک امر یہ ہے کہ اب تک ہمارے نظامِ تعلیم میں محکومی کا چلن ہے۔ نظامِ تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو طالب علموں میں ان کے پاکستانی ہونے کا حقیقی شعور پیدا کرے بلکہ انھیں یہ احساس دلائے کہ وہ ایک ملتِ اسلامیہ کے فرد ہیں۔ ان کے افعال و کردار اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ان کی زندگی قرآنی تعلیمات، احادیث غرض اسلامی احکام سے ماخوذ ہونی چاہیے۔

اقبال تعلیم کے ذریعے افراد میں اسلامی ثقافت کی اشاعت کے خواہاں ہیں۔ اقبال کا فلسفہ در حقیقت اسلامی فلسفۂ حیات ہے۔ ان کے فلسفے پر قرآن و حدیث کی تعلیمات کا گہرا اثر ہے۔ وہ تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کے کردار کی اسلامی اصولوں کے مطابق تعمیر و تشکیل کے خواہشمند تھے اور انھوں نے فرد کی انفرادی و اجتماعی خودی کی تربیت پر یکساں توجہ دینے کے ساتھ ساتھ ان میں تخلیقی صلاحیتوں کا ایک ایسا تعلیمی نظام متعارف کروایا جس نے انھیں حرکت و عمل پر آمادہ کر کے انقلاب کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا۔

حوالہ جات

۱۔ علامہ اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم، تعلیمی زاویے، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۰۲، ص ۸۴۔

۲۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۲۰۱۴، ص ۶۶۶۔

۳۔ ایضاً، ص ۵۹۶۔

۴۔ سید ابو الحسن علی ندوی، نقوش اقبال، مجلسِ نشریات اسلام آباد، ص ۵۹۔

۵۔ کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع اوّل ۱۹۷۸، ص ۷۰

۶۔ ایضاً، ص ۴۷

۷۔ غلام مصطفیٰ تبسم، اقبال اور تعلیم و تربیت، علامہ اقبال فاؤنڈیشن سیال کوٹ، ۱۹۸۸، ص

۸۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۲۰۱۴، ص ۴۸۴۔